Regd No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴ L

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

روزنامہ

لاہور

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

تار کا پتہ :۔ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ،،
سہ ماہی ۷ ،،
ماہوار ۲½ ،،

فی پرچہ ۱؍

یوم چہار شنبہ

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۱/۶ | ۲۰ ظہور ۱۳۳۱ ہش | ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۹۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ اگست ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج ربوہ سے حسب ذیل اطلاعات بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہیں ۔

۱۶ اگست ۔ صبح سر میں درد تھا اس وقت بخار کی علامات شروع ہیں ۔

۱۷ اگست ۔ گھٹنے میں کچھ درد ہے اور کچھ حرارت بھی ہے ۔

۱۸ اگست ۔ طبیعت خراب ہے ۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں ۔

لاہور ۱۹ اگست ۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو آج ٹمپریچر نسبتاً کم ہے کھانسی و کمزوری بدستور ہے احباب دعا فرمائیں صحت ۔

مسٹر غیاث الدین پٹھان اور سید خلیل الرحمٰن

وزیر مملکت مقرر کر دیئے گئے

کراچی ۱۹ اگست ۔ آج صبح مسٹر غیاث الدین پٹھان اور سید خلیل الرحمٰن نے وزیر مملکت کے عہدے کا حلف اٹھایا ۔ مسٹر غیاث الدین پٹھان پہلے نائب وزیر خزانہ تھے اب وہ اسی وزارت میں وزیر مملکت کے طور پر کام کریں گے ۔ مسٹر محمد علی کی علالت کے دوران میں وہ وزیر خزانہ کے فرائض بھی سرانجام دیں گے ۔ سید خلیل الرحمٰن کو محکمہ دفاع میں وزیر مملکت مقرر کیا گیا ہے وہ ان امور کے انچارج ہوں گے جو وزیر دفاع الحاج خواجہ ناظم الدین انہیں تفویض کریں گے ۔ سید خلیل الرحمٰن صوبہ مسلم لیگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں ۔ ان کے وزیر مملکت مقرر ہونے کی خوشی میں پنجاب مسلم لیگ کے دفاتر کل لاہور میں بند رہیں گے ۔

۲ کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ کا برمی قرضہ

رنگون ۱۹ اگست ۔ برما کے وزیر خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ عنقریب ایک وفد انگلستان روانہ ہوگا ۔ یہ وفد ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ کے برمی قرضے کے متعلق حکومت برطانیہ سے بات چیت کرے گا ۔

سندھ میں مفت ابتدائی تعلیم کے انتظامات

حیدرآباد (سندھ) ۱۹ اگست ۔ سندھ کے بعض دور علاقوں میں بھی مفت ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے ۔ اگلے سال سے تمام صوبے میں مفت ابتدائی تعلیم لازمی قرار دیدی جائے گی حکومت نے تمام ضلع کے کلکٹروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ فہرستیں مرتب کریں کہ ہر گاؤں میں کتنے کتنے بچے تعلیم حاصل کریں گے اس سال حکومت نے ۳۰۰ نئے پرائمری سکول کھولنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ نیز سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گرانقدر وظائف کی منظوری بھی دی گئی ہے ۔

برطانیہ نے بات چیت شروع کرنے کے متعلق ڈاکٹر مصدق کی پیشکش آزمائشی طور پر منظور کرلی

تہران میں کمیونسٹ پارٹی اور وزیر اعظم کے حامیوں کے درمیان تصادم ۔ دس کمیونسٹ اور چار سپاہی زخمی ہوئے

لنڈن ۱۹ اگست ۔ ایران کے وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق نے تیل کا جھگڑا طے کرانے کیلئے بات چیت شروع کرنے کی جو پیشکش کی تھی ۔ برطانیہ نے اسے تجربہ اور آزمائش کے طور پر منظور کرنے کا عارضی فیصلہ کیا ہے ۔ باخبر افسروں کے حوالہ سے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ کی طرف سے اس سلسلے میں جو مراسلہ بھیجا جا رہا ہے اس میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر مصدق نے جس بنیاد پر بات چیت شروع کرنے کی پیشکش کی ہے اس سے زیادہ وسیع بنیاد پر مسئلہ کو طے کرنے کے لئے بات چیت شروع کی جائے نیز یہ بھی پتہ چلا ہے کہ برطانیہ معاوضہ کی رقوم نقد ادا کرنے پر زور دے گا ۔ برطانوی کابینہ اس مراسلہ کے مسودہ پر غور کر رہی ہے ۔ آج تہران میں تیل کمیشن کا بھی جلسہ ہوا جس میں بعض غیر ملکی کمپنیوں کو کم قیمت پر تیل مہیا کرنے سابق آئل کمپنی کو معاوضہ دینے اور برطانیہ کو تیل بھیجنے کے سوالات پر غور کیا جا رہا ہے ۔ ایرانی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ عنقریب برطانیہ اور ایران میں بات چیت شروع ہونے والی ہے بلکہ ابتدائی بات چیت تو شروع بھی ہو چکی ہے آج تہران سے وہاں کی کمیونسٹ پارٹی یعنی تودہ پارٹی اور وزیر اعظم کے حامیوں کے درمیان جھڑپ ہو جانے کی خبر آئی ہے جس میں دس کمیونسٹ اور پولیس کے چار سپاہی زخمی ہوئے ۔ ایک امریکی سارجنٹ کی جیپ پر بھی سنگ باری کیا گیا ۔ جس کی وجہ سے سارجنٹ کو کچھ چوٹیں آئیں ۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ۔ ایران کے فوجی دفاع کے وزیر اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں ۔

سزائے موت بھگتنے سے قبل مصطفیٰ خامس جنرل نجیب سے ایک خصوصی ملاقات کا خواہاں ہے

وہ جنرل موصوف کو ایک نہایت ضروری اطلاع دینا چاہتا ہے

قاہرہ ۱۹ اگست ۔ کپڑوں کے کارخانے کے ایک مزدور مصطفیٰ خامس نے جسے فوجی عدالت نے فسادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے الزام میں موت کی سزا دی ہے ۔ فوجی انقلاب کے بانی جنرل نجیب سے ایک خاص ملاقات کی درخواست کی ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ جنرل کو ایک نہایت ہی ضروری اطلاع دینا چاہتا ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ کفر الدوار کے کپڑے کے کارخانوں میں جو فسادات کی وجہ سے بند ہو گئے تھے تین دن میں حسب معمول کام شروع ہو جائے گا ۔

حکومت مصر نے جنگ فلسطین میں زخمی ہونے والے فوجیوں کو ۳۰ سے ۵۰۰ پونڈ تک انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ نیز طے کیا ہے کہ آئندہ سکولوں کے نام اس جنگ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والے فوجی افسروں کے نام پر رکھے جائیں ۔

توپ خانہ کی مختلف یونٹوں کا معائنہ

کراچی ۱۹ اگست ۔ پاکستانی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے جو حال ہی میں انگلستان سے واپس آئے ہیں ۔ آج کراچی میں توپ خانہ کی مختلف یونٹوں کا معائنہ کیا ۔

زندہ خدا کی شناخت ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ملی ہے

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

”ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبیؐ کے ذریعہ سے ملی ہے ۔ اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی ، جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں ۔ اس بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

۲۰۸ افریقی باشندوں کو سزا

جوہانسبرگ ۱۹ اگست ۔ جنوبی افریقہ میں ۲۰۸ افریقیوں کو نسلی امتیاز کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں دو دو ماہ قید یا دس دس پونڈ جرمانے کی سزا دی گئی ہے ان میں ۷ عورتیں بھی شامل ہیں ۔

سفینہ عرب جدہ روانہ ہوگیا

کراچی ۱۹ اگست ۔ حاجیوں کا جہاز سفینہ عرب بارہ سو زائد عازمین حج کو لے کر کل کراچی سے جدہ روانہ ہو گیا ۔ اتوار تک یہ جہاز جدہ پہنچ جائے گا ۔

اقتصادی امور پر غور و خوض

کراچی ۱۹ اگست وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین نے صنعت و تجارت کے اقتصادی امور کے بارے میں صنعت کاروں کے نمائندوں سے غیر رسمی بات چیت کی اس بات چیت میں نمائندگان کے علاوہ وزیر صنعت سردار عبدالرب نشتر اور وزیر تجارت مسٹر فضل الرحمٰن بھی شریک ہوئے ۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی اے ۔ ایل ایل بی

بقیہ صفحہ ۳

بلا تبصرہ

لیجئے صاحب! مولانا اختر علی خان مدیر زمیندار نے کراچی سے واپس آکر جو بیان دیا تھا۔ کہ الحاج خواجہ ناظم الدین ۱۴ اگست کو قادیانیوں کے بارے میں ایک ہنگامہ خیز اعلان کرنے والے ہیں۔ وہ آخر سچ ہی نکلا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ مولانا پورے وثوق کے ساتھ اعلان فرمائیں اور وہ غلط ثابت ہو جائے۔

"غلطی تو ان لوگوں کی ہے۔ جو اس "ہنگامہ خیز" اعلان کو الحاج خواجہ صاحب کی تقریر میں تلاش کرتے رہے۔ حالانکہ وہ ہنگامہ خیز فتنۂ مرزائیت کے لئے پیغام موت بن کر پریس نوٹ کی صورت میں نمودار ہو چکا تھا"

غالباً اب تو قارئین کرام سمجھ گئے ہونگے کہ وہ ہنگامہ خیز اعلان کیا تھا۔ یعنی وہی حکم جس کی رُو سے سرکاری دفاتر میں ہر فرقے کے مسلمان افسروں کو اپنے مسلک کی تبلیغ کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ مولانا اختر علی خان نے اس حکم کا ——— نہیں نہیں ہنگامہ خیز اعلان کا "روح افزا" انکشاف ان الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"مسلمانوں کو یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوگی کہ وزیر اعظم کے اس وعدے کے مطابق حکومت پاکستان نے ۱۲ اگست کو ایک پریس نوٹ جاری کر دیا ہے جو فتنۂ مرزائیت کے لئے یقیناً پیغام موت ثابت ہوگا۔ اس اعلامیہ کے ذریعہ سے مرزائیوں کو سرکاری دفاتر میں فتنۂ ارتداد پھیلانے کی یکسر ممانعت کر دی گئی ہے۔۔۔"

فرمائیے اب مسلمان اور کیا چاہتے ہیں جو فتنہ مرزائیت کے لئے "پیغام موت" تو الحاج خواجہ ناظم الدین نے جاری فرما دیا ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کو مولانا کا سراپا ممنون ہو جانا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اس "پیغام موت" کے متعلق انکشاف فرما دیا۔ ورنہ وہ بے خبری کے عالم میں رہتے۔ اور فتنہ مرزائیت اچانک کوچ کر جاتا سجدہ شکر بجا لایئے! خواجہ صاحب نے فی الحقیقت بہت بڑا کام کیا۔ انہیں عوام سے گلہ ہے۔ کہ وہ حکومت کے کسی فعل پر داد تحسین کے ڈونگرے نہیں برساتے اب تو عوام کو خواجہ صاحب کا یہ گلہ دور کر دینا چاہیئے۔ کم از کم اس معاملہ میں تو انہیں اپنے تشدد کے پٹ بند کر دینے چاہئیں ورنہ کوئی "بے اطمینانی پھیلانے والا" خیال اندر گھس آئیگا ان سطور کے راقم ہی کو دیکھئے۔ باوجود انتہائی کوشش کے یہ خیال اس کے ذہن کی تختی پر ابھر ہی آیا کہ خواجہ صاحب کا پریس نوٹ فتنۂ مرزائیت کے لئے پیغام موت کہاں پیغام زندگی ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ کہ حکومت پاکستان کے نزدیک مرزائیت بھی دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے۔ گویا سرکار دولت مدار نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس بات پر کہ مرزائی مسلمانوں سے الگ اُمت نہیں (روزنامہ تسنیم ۱۹ اگست ۱۹۵۲ء)

"۔۔۔ تو جان لیجئے کہ پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

قائد اعظم کا دوسرا اہم انتباہ

"مجھے یقین ہے کہ آپ یہ بات بخوبی سمجھتے ہونگے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت کے لئے جس کے دو حصے ہیں۔ اور وہ بھی کافی فاصلے پر آپس کا میل جول اس کے شہریوں کا خواہ وہ کسی حصہ سے تعلق رکھتے ہوں اور باہمی اتحاد و یک جہتی نہ صرف اس کی ترقی کے لئے بلکہ اس کی بقا کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز ہے۔ اور اسے ایسا ہی رہنا چاہیئے۔ سچے مسلمانوں کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ جی جان سے اس کی پاسبانی اور حفاظت کریں۔ اگر ہم یہ سمجھنے لگیں کہ ہم پہلے بنگالی۔ پنجابی۔ سندھی وغیرہ ہیں۔ اور مسلمان و پاکستانی محض اتفاقیہ تو جان لیجئے پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔"

(تقریر ڈھاکہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

"زمیندار" ہندوستان میں سرکار انگریزی کے وجود باجود کو آیۂ رحمت سمجھتا ہے

انگریزی حکومت کی مدح سرائی نثر میں!

ایمان و انصاف کی علمبردار حکومت

بنی نوع انسان کو اطمینان رکھنا چاہیئے۔ کہ ابھی دنیا کے خاتمہ میں کچھ مدت باقی ہے۔ اس لئے کہ بدی اور گناہ۔ بے ایمانی اور جھوٹ۔ چوری اور حرامکاری کے سیاہ بادلوں میں ہم کو ایک روپہلی کرن نظر آتی ہے جس پر ہماری ہستی کی اُمیدیں قائم ہیں۔ اور وہ درخشاں شعاع دولت برطانیہ ہے۔ جو یورپ اور امریکہ کی خباثت اور ابلیسانہ مادہ پرستی کی سیاہی میں یوں چمک رہی۔ جیسے خاک میں کندن دمکتا ہو۔ اور اگر آج دنیا میں قیامت نمودار نہیں ہوتی۔ تو اس کا باعث یہ ہے کہ ابھی تک برطانیہ ایمان و انصاف کی علمبرداری کے لئے موجود ہے۔ انصاف و ایمان کی نام لیوا اور حقیقی معنوں میں ان دونوں سعادتوں کی حلقہ بگوش اگر کوئی سلطنت ہے۔ تو سلطنتِ انگلستان ہے۔

(زمیندار۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

انگریزی اور ترکی دونوں اسلامی سلطنتیں ہیں

۔۔۔۔ انگریزی اور ترکی دونوں اسلامی سلطنتیں ہیں۔ اور ان سے مسلمانان عالم کی بہت سی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ (از مولانا ظفر علی زمیندار ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

انگریزی حکومت آیۂ رحمت ہے

"زمیندار" سرکار انگریزی کا سچا خیر خواہ اور وفادار ہے۔ اور اس وفاداری کی تہ میں اس کی کوئی ذاتی غرض مخفی نہیں۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ وہ گورنمنٹ کا وفادار اور خیر سگال ہے۔ تو صرف اس لئے کہ وہ ہندوستان میں سرکار انگریزی کے وجود باجود کو آیۂ رحمت سمجھتا ہے۔ اور ایسا سمجھنے میں اس کی کوئی ذاتی غرض مرکوز نہیں۔۔۔۔۔۔۔ زمیندار گورنمنٹ کا ایسا وفادار خادم ہے جو کسی غرض و مطلب کے بغیر اس پر اپنی جان نثار کرنا قومی و مذہبی فرض سمجھتا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو بھی اپنے ہی جیسا خالص وفادار و عقیدت شعار بنانا چاہتا ہے۔

(زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

جو مسلمان حکومت انگریزی سے سرکشی کرے وہ مسلمان نہیں

ہم یہ بات اپنی تقریر و تحریر میں پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ہندوستان دار السلام اور دار الاسلام ہے۔ جہاں دھڑلے سے مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ جہاں پادریوں کے پہلو بہ پہلو اسلامی مناد اور واعظ تبلیغ دین مبین کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ جہاں پریس ایکٹ کے موجود ہونے پر لوگوں کو تحریر و تقریر کی وہ آزادی حاصل ہے۔ جس نے ایک عالم کو متحیر بنا رکھا ہے۔ جہاں وہ تمام اقتصادی و تمدنی و سیاسی برکتیں جو کسی آزاد قوم کو حاصل ہونی چاہئیں۔ اعتدال آمیز حریت کے ساتھ انہیں حاصل ہیں۔ مسلمان ایسی جگہ ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے۔ تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں"

(زمیندار۔ ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

برطانیہ کی خاطر جلتی آگ میں کودنے کی تلقین

اگر خدا نخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے اَن بن ہو جائے۔ تو مسلمانان ہند اوّل تو آخر وقت تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے۔ کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے اگر ان کی استدعا شرف پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بناء پر چارہ نہ رہے۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقیدتمندی ثابت کرنی چاہیئے۔ جس طرح سرحدی علاقہ اور سمالی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں

(زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۲۰ اگست

زہریلا پروپیگنڈا

خان لیاقت علی خان سابق وزیر اعظم پاکستان کے قتل کے متعلق تحقیقاتی کمیشن نے اپنی جو رپورٹ شائع کی ہے اس میں قتل کے محرکات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ہمارے نزدیک سید اکبر اپنے ماحول کی پیداوار ہے۔ کیونکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اخبارات میں اور عام جلسہ گاہوں میں مرحوم وزیر اعظم اور ان کی بیگم کے خلاف تذلیل و تحقیر کی ایک نہایت کمینی اور قابل مذمت مہم چلائی جا رہی تھی۔ اور ان کی شان میں ایسے غیر اسلامی خطابات اور القابات استعمال کئے گئے تھے کہ ایک خاص طبقہ انہیں حقارت کی نظروں سے دیکھنے لگا تھا اور سید اکبر کے طبقہ اور قماش کے لوگ سمجھنے لگے تھے۔ کہ قائد ملت کو ان کے بلند منصب سے ہٹانا ایک مستحسن اور قابل ستائش فعل ہوگا۔ اس نظریہ کی تائید میں ہمارے سامنے عام تقریروں کی نقول اور اخبارات کے مضامین کی ایک خاصی تعداد پیش کی گئی ہے۔

ہم نے ان تقریروں اور مضامین کو پڑھا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ نہ صرف ان کے مصنفین کے لئے بلکہ اس سوسائٹی کے لئے بھی باعث شرم ہیں۔ جس کے وہ ارکان ہیں۔ یہ تمام مضامین اور تقریریں ان لوگوں کی تخلیق ہیں۔ جن کو ایک جدید نظام حکومت میں ذمہ داری کے اعلے مناصب پر سرفراز ہونے کی صلاحیتوں سے محروم ہونے کی وجہ سے مایوسی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا اور جن کی زندگی کا واحد مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے دینی کے مفروضہ پر حکومت وقت کے خلاف منافرت اور بے اطمینانی پھیلاتے رہیں۔ چونکہ وہ قومی مسائل پر حکومت کی پالیسی پر کوئی تعمیری تنقید اور اس طرح ملک اور سوسائٹی کی خدمت کرنے کے قابل نہیں تھے۔ اس لئے وہ ہمیشہ اس موقعہ کے انتظار میں رہتے ہیں کہ حکومت کے کسی کام پر غیر اسلامی کا خطاب چسپاں کیا جائے۔ حالانکہ اسلام کے متعلق خود ان کا نظریہ اتنا ناقص اور بھونڈا ہے کہ اس قماش کے لوگوں کے علاوہ کسی اور شخص کے سامنے یہ نظریات پیش کرتے ہوئے شرم محسوس ہوگی"

(آفاق ۲۰ اگست ۱۹۵۳ء)

خواہ قاتل سید اکبر کسی سازش کا آلہ کار تھا، یا اس کا ذاتی جذبہ تھا۔ اس سے انکار مشکل ہے کہ جن مضامین اور تقریروں کا ذکر تحقیقاتی کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے۔ ان کا بد اثر ضرور سید اکبر پر پڑا ممکن ہے۔ خواہ اس نے وہ مضامین خود پڑھے ہوں یا نہ پڑھے ہوں۔ تقریریں سنی ہوں یا نہ سنی ہوں۔ جب اخبارات میں ایسی باتیں لکھی جاتی ہیں تو ان کے متعلق گلی کوچوں اور ہوٹلوں میں بھی چرچا ہوتا ہے۔ اور سب زبانوں پر پھیل جاتا ہے پھر جتنے منہ اتنی باتیں۔ سر پھرے لوگ خاصکر مذہبی دیوانوں کا ان سے متاثر ہونا اور ناواجب حرکات کا مرتکب ہو جانا معمولی بات ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں اس قسم کے خطرناک پروپیگنڈوں کو روکنے کے لئے کوئی ذرائع نظر نہیں آتے۔ بعض اخباروں میں ایسی ایسی باتیں شائع ہوتی ہیں۔ کہ اگر ایسی باتیں کسی اور آزاد ملک میں شائع ہوں تو فوراً قانون گوشمالی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ بے شک دوسرے آزاد ملکوں میں بھی ارباب حکومت یا جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ مگر وہاں قانون کی حدود سے تجاوز نہیں کیا جاتا۔ مثلاً برطانیہ یا امریکہ میں کبھی محض پروپیگنڈا کی بناء پر قتل و غارت کے واقعات رونما نہیں ہوئے۔ یہ مرض افسوس ہے کہ اسلامی ملکوں میں خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ چار اخبار یا چند لیڈر قسم کے لوگ اٹھتے ہیں۔ اور پبلک کی ذہنیت کسی فرد یا جماعت کے خلاف مسموم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کا نام انہوں نے آزادی تحریر و تقریر رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اسے آزادی تقریر و تحریر کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔

پچھلے چند سالوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں نے جو پروپیگنڈا تقریر و تحریر کے ذریعہ کر رکھا ہے حکومت جانتی ہے کہ اس سے بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا ہو چکے ہیں مگر ابھی تک یہ پروپیگنڈا جاری ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ پچھلے دو تین ماہ میں تو مسلم لیگی اخبارات بھی احراریوں اور مودودیوں کے ساتھ شامل ہو گئے "آفاق" تک میں احمدی مسلمانوں کے خلاف سراسر غلط اور کتر دبیونت کئے ہوئے حوالوں کی بناء پر زہر اگلا جا رہا ہے۔

"زمیندار" "تسنیم" "آزاد" اور "احسان" ابھی تک لگے ہوئے ہیں۔ خاصکر "آزاد" اور "زمیندار" تو روزانہ نئی سے نئی افترا گھڑتے ہیں۔ اور عوام کے درمیان جماعت احمدیہ کے خلاف منافرت پھیلانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے۔ ذیل میں ہم "آزاد" سے صرف ایک حوالہ درج کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اخبارات ملک میں کیا زہر پھیلا رہے ہیں۔ اور عوام کی ذہنیت کو کس طرح مسموم کر رہے ہیں "آزاد" لکھتا ہے۔

"ربوہ جہاں کے سازشی دماغ نے افتخار، شیر خاں اور لیاقت علی جیسے بہادر اور ہمدرد ملت بزرگوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا" (نقل کفر کفر نباشد)

(آزاد ۳ اگست ۱۹۵۳ء)

ذرا غور فرمایا جائے کہ اس جملہ میں عوام کی ذہنیتوں کو مسموم کرنے کے لئے کتنا زہر بھرا ہوا ہے۔ اور سر پھرے لوگ اس سے کیا اثر لے سکتے ہیں؟

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا حکومت کا فرض نہیں ہے کہ اس قسم کے ذلیل اور خطرناک پروپیگنڈا کو روکے اگر ایسے پروپیگنڈے کی بناء پر بعض سر پھرے قتل و غارت شروع کر دیں۔ جیسا کہ کوئٹہ۔ اوکاڑہ راولپنڈی وغیرہ شہروں میں ہو بھی چکا ہے۔ تو اس کی ذمہ داری کیا انتظامیہ پر عائد نہیں ہوتی؟

کیا یہ آزادی تقریر و تحریر ہے؟ کیا کسی دوسرے آزاد ملک میں بھی اس طرح سراسر افترا کسی ایک فرد یا جماعت کے خلاف گھڑ کر پھیلائی جا سکتی ہے؟ جس ملک میں آزادی تقریر و تحریر کا مطلب یہ لیا جاتا ہو کہ کسی فرد یا جماعت کے متعلق جو جھوٹ چاہے نشر کیا جا سکتا ہے۔ کیا کبھی ایسے ملک میں امن و چین ہو سکتا ہے؟ ہم نے تو یہ ایک جملہ صرف بطور نمونے کے لیا ہے۔ ورنہ ان اخبارات نے اللہ تعالے کو ایسا بھلا دیا ہوا ہے۔ کہ کوئی شریف انسان برداشت نہیں کر سکتا مگر افسوس ہے کہ ان کی باز پرس کرنے کا کسی کو خیال نہیں۔

اسلامی مملکت

ایک مودودیہ جناب احمد اسحاق صاحب نیاز فتح پوری کے ایک مضمون "پاکستان اور ملازم" (نگار جولائی ۱۹۵۳ء) پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ہم مولانا نیاز کو بتاتے ہیں کہ خالص اسلامی دستور کی تشکیل کا مطالبہ مٹھی بھر مولویوں ہی کا مطالبہ نہ آج ہے اور نہ آج سے پانچ برس قبل تھا۔ بلکہ یہ سات کروڑ پاکستانی عوام کے دل کی آواز ہے اور آج سے پانچ برس قبل بھی تھا۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے آج سے پانچ برس قبل نہ معلوم قوم کی کتنی بیٹیوں کے سہاگ لٹے تھے۔ نہ معلوم کتنے معصوم یتیم ہوئے تھے کتنے گھروں کے چراغ گل ہو گئے اور نہ معلوم کتنے نوجوانوں کے خون سے برصغیر ہند و پاکستان کی زمین لالہ زار ہوئی تھی ـــــ ان کی یہ ساری قربانیاں جن کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اور یہ سب کچھ مولانا نیاز کے سامنے ہوا ہے۔ صرف ایک "اسلامی مملکت" کے قیام اور ایک اسلامی نظریہ حیات کے نفاذ کے لئے ہوا تھا"

(تسنیم ۱۹ اگست ۱۹۵۳ء)

دیکھا آپ نے! کتنا زور کلام ہے؟ نعرہ باز کا درجہ حرارت کتنا بلند ہے؟ آج "اسلامی مملکت" کے غرور سے کس طرح سب کو ڈانٹا جا رہا ہے۔ لیکن یہ وہی "اسلامی مملکت" ہے وہی "پاکستان" ہے۔ جس کو جناب احمد اسحق صاحب کے امیر جماعت مودودی صاحب اس وقت جب اس کے لئے سات کروڑ مسلمان جدوجہد کر رہے تھے۔ جس کے لئے انہوں نے وہ تمام قربانیاں دیں، جنکو مودودیئے صاحب نے گنوایا ہے مودودی صاحب اسکو "جنت الحمقا" کا نام دے رہے تھے۔ اور اس اسلامی مملکت کے لئے قربانیاں دینے والوں سے خطاب کر کے فرما رہے تھے

ہم نے کلکتہ کے ٹکٹ خرید لئے ہیں کراچی میل پر کس طرح سوار ہو جائیں؟

لیکن آج اسی "اسلامی مملکت" کے مالک یا احراری ہیں اور یا مودودیئے اللہ! اللہ!!

مال سے زیادہ چاہے بچا پچا کیٹنی کہلائے

(باقی صفحہ ۲ پر)

احراریوں کی طرف سے حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر گالیوں کا جھوٹا الزام

ہمّت ہے تو اصل حوالے شائع کیجئے

(از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائل پور)

یادش بخیر اخبار آزاد بھی خوب اخبار ہے۔ مادر پدر آزاد۔ ہر اخلاقی بلندی سے آزاد۔ جو دل میں آئے۔ قائل کے منہ میں ڈال دے۔ آپ کی کیا مجال کہ آپ حوالہ مانگ سکیں۔ یہ سردردی کون مول لے۔ حوالہ دینا اخبار کی پالیسی کے خلاف ہے۔ اگر دینا ہی پڑے۔ تو سیاق و سباق کی حدود سے کم و بیش ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ "نیا ادب" ہے۔ آزاد نظم کا دور ہے۔ رجعت پسندی ختم ہو گئی۔ پرانی قدریں بدل گئیں۔ "اصل حدود کی پابندی کیجئے" "حرف حرف کا دھیان رکھیئے" پراپیگنڈا کے اصول کے خلاف۔ سادہ لوح مسلمانوں میں اشتعال کیسے پیدا ہو۔ آخر ع

بیٹھے ہوئے ہم بھی کوئی بیکار تو نہیں ہیں

ناظرین کرام! ملک کی واحد انتشار پسند جماعت مجلس احرار منہ میں کف لا لا کر لوگوں کو اشتعال دلا رہی ہے۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر شخص کو جس نے آپ کو تسلیم نہیں کیا۔ جنگل کے سؤر اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔ اخبار آزاد تو اب یہاں تک بے لگام ہو رہا ہے۔ کہ ہمارے محبوب وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور صوبہ کے بیدار مغز قائد میاں محمد ممتاز دولتانہ کے متعلق کہتا ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

ناظم الدین سے لے کر ممتاز دولتانہ تک کو ولد الحرام۔ زناکار۔ کنجریوں کی اولاد اور جنگلوں کے سؤر سمجھتا ہے۔ اور ان کی ماؤں کو کتیاں قرار دیتا ہے۔" (العیاذ باللہ)

ہر شریف انسان اس بے حیائی اور اشتعال انگیزی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ہماری طرف سے بار بار اصل حوالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان میں جب جویان حق کو اس قسم کی چیزیں نہیں ملتیں۔ وہ احراریوں کے رویہ پر تین حرف بھیجتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں الفضل میں آئینہ کمالات اسلام کا مفصل حوالہ شائع ہوا۔ اس میں "ذریۃ البغایا" کے الفاظ ان شاتم رسول ہندو اور عیسائیوں کے لئے لکھے گئے۔ جنہوں نے دعوت اسلام کا ردّ لکھا۔ اور تمام مسلمانوں کے متعلق آپ نے یہ لکھا۔ کہ وہ میری ان کتابوں کو جو کہ اسلام کی تائید میں لکھی گئیں۔ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ احراری کہتے ہیں کہ "ذریۃ البغایا" کے مخاطب عام مسلمان ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

دوسرا حوالہ کتاب نجم الہدیٰ کا پیش کیا جاتا ہے۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو نہیں مانا۔ جنگل کے سؤر اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔

حالانکہ نجم الہدیٰ میں آپ نے صرف اپنے خاص دشمنوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا شب و روز کام گالیاں نکالنا تھا۔ ان کو آپ نے مذکورہ الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ ان دشمنوں میں ہندو بھی تھے۔ عیسائی بھی اور وہ مسلمان مولوی بھی تھے۔ جن کا مشغلہ گالیاں نکالنا اور گند اچھالنا تھا۔ لیکن برخلاف اس کے اسی کتاب میں مسلمان قوم کو آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ سے مخاطب کیا ہے:۔

(۱) "اے بزرگو اور شریفو خدا تم پر رحم کرے۔ اور اپنے پاس سے تمہیں روشنی عطا فرمائے نظر کرو اور دوبارہ دیکھو اور خوب غور کرو۔ کیا یہ خداتعالےٰ کا وعدہ نہیں ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کو صلیبی زلزلوں کے وقت میں نازل کریگا۔ اور پھر وہ مسلمانوں پر رحمت اور مدد کے ساتھ متوجہ ہوگا۔ اور اپنی عطاء ان پر پوری کرے گا۔"

(نجم الہدیٰ (اردو) ص۳۱ و ص۳۲)

(۲) "اے بزرگوں کے گروہ آپ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ .... وہ مسیح صدیق جس کے اترنے کے لئے اس امت کو وعدہ دیا گیا تھا۔ ...... وہ یہی بندہ ہے۔" (ص۳۷)

اس وضاحت کے بعد یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخاطب مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ شاتم رسول ہندو اور عیسائی ہیں۔ جو آپ کے دشمن اور آپ کے آقائے نامدار کے دشمن تھے۔ بگڑے ہوئے گالیاں دینے والے مولوی بھی ہو سکتا ہے کہ مخاطب ہوں۔ جن کے متعلق مخبر صادق سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی۔ کہ مسلمان ان کے پاس ہدایت و رشد کے لئے جائیں گے۔ لیکن نزدیک سے دیکھیں گے تو پتہ لگے گا۔ کہ وہ بندر اور سؤر بن چکے ہیں۔ اور فرمایا۔ کہ آسمان کے نیچے سب سے بری مخلوق یہ مسخ شدہ مولوی ہوں گے۔

بانی سلسلہ احمدیہ نے تو صرف گالیاں دینے والے دشمنوں کا ذکر کیا ہے۔ اور کتاب کے دوسرے حصوں میں یہ وضاحت بھی کر دی۔ کہ یہ گالیاں دینے والے دشمن زیادہ تر ہندو اور عیسائی ہیں۔ یا وہ مولوی جن کے اخلاق پست ہو چکے ہیں۔ اور سوائے گندی گالی کے ان کے دہن سے کچھ نہیں نکلتا۔ ورنہ مسلمان اس کے مخاطب نہیں ہیں۔

اس کے ثبوت میں اسی کتاب کے مندرجہ ذیل حوالہ جات قابل غور ہیں:

(۱) دشمنانِ دینِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ "مسیح موعود کو خداتعالےٰ نے اس وقت بھیجا۔ جب فساد کمال کو پہنچ گیا۔ اور لوگ کثرت سے مرتد ہونے لگے۔ اور ذیاب نے تباہی ڈالی اور کلاب نے آوازیں بلند کیں۔ اور بہت سی کتابیں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کی گئیں۔ اور جھوٹ کی فوجوں اور ان کے سواروں اور پیادوں نے اسلام پر چڑھائی کی۔" (ص۳۸)

(۲) بگڑے ہوئے گالیاں دینے والے مولویوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

"مجھے اکثر کافر کہتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ کس کو کہہ رہے ہیں۔ .... مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری بیخکنی کے لئے کوشش کرتے اور منصوبے بناتے ہیں۔ اور میری جماعت سے ٹھٹھا کرتے اور بُرے بُرے نام رکھتے ہیں۔" (ص۱۰)

لیکن ان کے علاوہ جو لوگ "گالیاں نہیں دیتے" "فحش گوئی اور ہتک عزت سے پیش نہیں آتے" "اہانت میں حد سے نہیں بڑھتے"۔ ان کے متعلق آپ پادریوں کے ذکر میں اسی کتاب میں فرماتے ہیں:۔

"ایسے دلوں کو جو اس پلیدی سے پاک ہیں ہم قابل تعظیم سمجھتے ہیں۔ اور تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کا نام لیتے ہیں۔ اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نکتہ نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسر شان کرتا ہو۔ اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے منہ کی طرف واپس کرتے ہیں۔ تا ان کے افتراء کی پاداش ہو۔" (حاشیہ ص۱۰ و ص۱۱)

یہ حوالہ اس تنازعہ میں کلمۃ الفصل ہے۔ کہ آپ کے مخاطب صرف رات دن گالیاں دینے والے دشمنانِ دین و ملت ہیں۔ ان کی بے پناہ گالیوں فحش گوئی اور اہانت آمیز کلمات کے جواب میں وہ بھی انہی کے الفاظ ان کی طرف واپس لوٹا کر آپ نے فرمایا ہے۔

"ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ...... دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں انہوں نے گالیاں دیں۔ اور میں نہیں جانتا کہ کیوں دیں"۔ (ص۲۶)

صرف یہی نہیں۔ کہ آپ نے اسی کتاب میں یہ وضاحت کر دی۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ دشمنوں کے الفاظ ہی ان کی طرف واپس لوٹائے ہیں۔ آپ نے کتاب البریہ میں وہ فحش گالیاں بھی درج کی ہیں۔ جو دشمن لوگ نکالتے ہیں۔ گالیوں کی فہرست ایک نظر دیکھ جایئے۔ کونسی گالی ہے جو نہیں نکالی گئی۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ دجال بلعم۔ کاذب۔ روسیاہ۔ بدکار۔ شیطان۔ لعنتی۔ بے ایمان۔ ذلیل۔ خوار۔ خستہ۔ کافر۔ شقی سرمدی ہے۔ بازاری شہدوں۔ چوہڑوں۔ بہائم اور وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔ جس کی جماعت بدکار۔ بدکردار۔ زانی۔ شرابی۔ مال مردم خور۔ دغاباز ...... ہے۔ حرام زدگی کی نشانی۔ بدترین خلائق۔ تمام لوگوں سے ذلیل تر۔ یہ سب فحش کلامی بعض مولویوں کی طرف سے روا رکھی گئی۔ ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے جو گالیاں دی گئیں۔ ان کا نمونہ درج ذیل ہے:۔

"واہ رے مرزا کے اسلامی خدا ...... جو مرزا صاحب جیسوں کو امام کا خطاب دیتا ہے۔ اور شرمناک الہام بھیجتا ہے۔ حقیقت میں زنا و فعل بیجا تمہارے ہی بزرگوں کا شیوہ تھا .... (العیاذ باللہ۔ العیاذ باللہ۔ العیاذ باللہ۔)

ان گالیوں کے جواب میں ایسے بدکلام اور بے لگام لوگوں کی طرف اگر آپ نے انہی کے الفاظ ان کی طرف واپس لوٹا دیئے۔ تو کونسا غضب ہو گیا۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ چنانچہ آپ اسی کتاب البریہ میں فرماتے ہیں۔

"سختی نرمی ایک ایسی شے ہے۔ کہ اس کی حقیقت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ مذہبی بحثوں کی کتابوں میں تو کسی شخص کی سختی یا نرمی کی نسبت رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے مقابل کی کتاب نہ دیکھی جائے" (ص۱۲۶)

افسوس کہ اس اصول کو احراریوں نے نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے یہ تو نہ دیکھا۔ کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو کیا کیا گالیاں دی گئیں۔ ان کی کس کس طور پر اہانت کی گئی۔ اور ذلیل سے ذلیل فحش کلامی روا رکھی گئی۔ ان لوگوں کے جواب میں اگر آپ نے بعض درشت کلمات وہ بھی گالیاں دینے والوں کے ہی کلمات ان کی طرف لوٹا دیئے۔ تو آسمان سر پر اٹھا لیا گیا۔ کہ ہمیں گالیاں دی گئیں۔ ہمیں ذلیل کیا گیا۔ حالانکہ آپ کے مخاطب اس وقت کے ہندو۔ عیسائی اور مسلمانوں میں سے بعض مولوی تھے۔ جن کی گالیوں کا نمونہ اوپر درج ہے۔ بالآخر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک ارشاد پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

"ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ نیک علماء کی ہتک سے اور شرفاء و مہذب لوگوں پر اعتراض کرنے سے خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا عیسائیوں یا آریوں میں سے۔ مگر ہم تو ان تینوں اقوام میں سے محض ان بے وقوفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو بدزبانی۔ بدکلامی اور فضول باتوں کے ظاہر کرنے میں مشہور ہو چکے ہیں لیکن وہ شخص جو اس قسم کی برائی سے بری ہے۔ اور اپنی زبان کو روکتا ہے۔ ہم اسے بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور بھائیوں کی طرح اس سے محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔" (لجۃ النور ص۶۷ ترجمہ از عربی)

درخواست دعا:۔ میرے والد ماجد صاحب سات دنوں سے پھوڑا کارنکل کی وجہ سے بیمار ہیں۔ بہت درد ہوتی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ سلیم احمد ناصر دہم ربوہ

شذرات

ازمکرم دوست محمد صاحب واقف زندگی

غلامانِ احمد کا داخلہ ممنوع

ختم نبوت کے نام سے جماعت احمدیہ کے خلاف آج تو اشتعال پیدا کیا جارہا ہے۔ مگر ایک زمانہ آئے گا۔ جب کہ یہ بات ایک لطیفہ معلوم ہوگی۔ کہ اس مسئلہ میں غیر احمدی دوستوں سے اختلاف ہی کب کیا تھا کہ اشتعال کی نوبت آتی؟

اور واقع میں یہ ہے بھی لطیفہ!! کیونکہ کم از کم ختم نبوت کے بارہ میں ہمارا کسی فرقہ سے کوئی اختلاف نہیں۔ ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت مسیح نبی اللہ ختم نبوت کے باوجود ہم میں تشریف لانے والے ہیں۔ پس ہم دونوں ہی باب نبوت کو کھلا سمجھتے ہیں۔

البتہ اگر اختلاف ہے تو صرف اس قدر کہ آیا اس کھلے دروازے میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو گذرنے کی اجازت ہے یا غیروں کو۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ رب صرف سرِّ کونین حضرت احمدؐ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی اس دروازے سے گذر سکتے ہیں۔ اور صرف اس کے لئے ہی یہ راستہ کھلا ہے۔ جو یہ اعلان کرے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

مگر اس کے برعکس "فدایان ختم نبوت" کا اعتقاد ہے کہ غلامانِ احمد کے لئے اس کوچہ میں داخلہ ہی بالکل ممنوع ہے۔

"مرزائیوں" کی سنگدلی

احراری علماء آج کل یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ احمدی لوگ کس قدر ظالم ہیں کہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہم سے رشتہ ناطہ کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں احمدیوں کا یہ الزام اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے کرام اپنے قول وعمل سے اخوت ومحبت کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ اور پوری فراخدلی سے یہ فتوے دے رہے ہیں۔

"جماعت مرزائیہ مرتد خارج از اسلام ہے۔ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس پر حرام ہے۔ اور اپنی عورت کے ساتھ جو صحبت کرے گا وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ولد الزنا ہوگی۔ اور مرتد جب بغیر توبہ کے مرجائے تو اس پر جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔ بلکہ مانند کتے کے بغیر غسل وکفن کے گڑھے میں ڈال دیا جاوے"

(استنکاف المسلمین صفحہ ۱۳)

آہ کس قدر سنگدل ہیں یہ "مرزائی" کہ ہم تو انہیں ... مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ ہمیں مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ ہم ان کی اولاد کو ولد الزنا کہتے ہیں۔ انہیں اپنے قبرستان میں دفن کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ اور کتوں کی طرح بغیر غسل وکفن کے گڑھے میں ڈالنے کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن ان کی شقاوت قلبی کی انتہا یہ ہے کہ نماز جنازہ میں بھی ہمارے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

پھر ان کی بیویوں کے متعلق ہم بار بار پبلک کو یقین دلا رہے ہیں کہ ان کا نکاح فسخ ہے اور ہر مسلمان ان کو اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ مگر اس کھلی چھٹی کے باوجود یہ لوگ کچھ ایسے پتھر دل ہیں کہ ہمیں اپنے رشتے دینے سے بھی احتراز کرتے ہیں۔

یہ اصل حالات ہیں جنہیں دیکھتے دیکھتے نصف صدی سے زائد عرصہ گذر رہا ہے۔ ہمارے بار بار سمجھانے کے باوجود یہ فرقہ باز نہیں آتا لہذا اب جبکہ ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہو ہمارے لئے اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ سے فریاد کریں کہ وہ خدا کے لئے آئین اسلامی ہاتھ میں لے اور اس ظلم کا کوئی فوری سدباب کرے۔

وزیر اعظم پاکستان کی خدمت میں "بہتّر" فرقوں کی درخواست

خبر ہے کہ آل مسلم پارٹیز کنونشن کی مجلس عمل کا وفد کراچی میں کئی روز سے مقیم ہے۔ اور جناب سید ابوالحسنات صاحب نے وفد کی طرف سے وزیر اعظم کی خدمت میں ایک عرضداشت بھی بھیجی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ امت مسلمہ کے ۷۲ بہتر فرقے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو ہم سے الگ کر دیا جائے

محترم وزیر اعظم اللہ کے فضل سے صاحب علم بزرگ ہیں۔ آپ کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی گذرا ہے کہ آخری زمانہ میں ۷۲ بہتر فرقوں کے بالمقابل صرف ایک فرقہ مسلمان ہوگا محترم وزیر اعظم حیران ہوں گے کہ آخر یہ کیا تماشہ ہے کہ رسول مقبولؐ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ بہتر میں سے صرف ایک فرقہ مسلمان ہوگا۔ مگر علماء مجھ سے یہ فیصلہ کروانے آئے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے فیصلہ کے خلاف یہ اعلان کردوں کہ بہتّر فرقے تو مسلمان ہیں۔ مگر ایک فرقہ مرتد اور غیر مسلم ہے۔

وزیر اعظم اس صورت حال میں کیا طریق نجات اختیار فرمائیں گے۔ اس کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر وہ علماء کے فیصلہ سے گریز کرنے کی توفیق نہیں پاتے۔ تو ایک مسلمان کی حیثیت میں ایک آسان ترکیب موجود ہے۔ کہ وہ مجلس عمل کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں۔ اس کے بعد آپ کی صرف یہ ڈیوٹی رہ جائے گی۔ کہ رسول اللہؐ کے ارشاد کے مطابق ۷۱ مزید فرقے اس "غیر مسلم اقلیت" کے ساتھ ملا کر انہیں امت محمدیہ سے الگ کردیں تا اصل مسلمان فرقہ ممتاز ہو جائے۔ اور "اسلام" باطل کی چیرہ دستیوں سے نجات حاصل کرے

بعض غیر احمدی حلقوں کا کہنا ہے کہ ہمارے علمائے نے یہ عرضداشت کر کے خود ہماری پوزیشن ہی مخدوش کردی ہے اور اگر انہیں وزیر اعظم کی طرف سے مزید ۷۱ فرقوں کا نام پیش کرنے کا نوٹس دے دیا گیا تو انہیں یا تو کراچی سے روپوش ہونا پڑے گا یا احمدیوں کے مسلمان ہونے پر خود دستخط کرنے پڑیں گے۔

لیکن علماء لوگ چونکہ "مسلمانان" پاکستان کے صحیح نمائندے ہیں۔ اس لئے امید نہیں کہ اکہتر فرقوں کی لسٹ پیش کرنے پر انہیں آمادہ کیا جاسکے۔ اگر علماء اسلام اس مرحلہ پہ آمادگی سے انکار کر بیٹھے تو ہمارے محبوب وزیر اعظم کا اللہ ہی حافظ ہے۔

صالح انقلاب

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی مودودی صاحب کے اولین رفقاء میں سے ہیں۔ آپ اپنی حالیہ فرمائشی تقریر میں جماعت احمدیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

جہاں تک قادیانیوں کے الگ امت بنانے کا سوال ہے اس کے لئے دلائل واستدلال واستفسار کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مسلمانوں نے اپنی مجموعی اور متفقہ آواز سے یہ اعلان کردیا ہے کہ مرزائی آج تک طاعون کے کیڑوں کی طرح ہم سے چپٹے رہے"

(زمیندار)

صالحیت کے یہ علمبردار بھی کیا دلچسپ انسان ہیں ۱۹۴۵ء میں جب ان سے کہا گیا کہ مسلمانوں کا سواد اعظم اور اکثریت پاکستان کے حامی ہیں۔ پھر آپ ملت اسلامیہ سے الگ ڈیڑھ انچ کی مسجد کیوں بنا رہے ہیں۔ تو انہیں جواب دیا گیا۔

"اسلام میں نہ اکثریت کا کسی بات پر متفق ہو جانا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے نہ اکثریت کا نام سواد اعظم ہے نہ ہر بھیڑ جماعت کے حکم میں ہے اور نہ کسی مقام کے مولویوں کا کسی رائے کا اختیار کر لینا اجماع ہے۔"

(ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۴۵ء)

اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ۷۳ فرقوں والی خبر اور لاتزال طائفۃ من امتی علی الحق کا حوالہ دے کر انہوں نے اکثریت کو صاف صاف کہدیا ہے

"ان احادیث سے یہ امر کھلا بالکل واضح ہے کہ یہ گروہ نہ کثرت میں ہوگا۔ نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا۔ جبکہ اس امت کے ۷۳ فرقوں میں سے ایک ہوگا اور اس معمور دنیا میں اس کی حیثیت اجنبی اور بے گانہ لوگوں کی ہوگی"۔

"پس جو جماعت محض اپنی کثرت تعداد کی بنا پر اپنے آپ کو وہ جماعت قرار دے رہی ہے۔ جس پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جس سے علیحدہ ہونا جہنم میں داخل ہونے کے مترادف ہے اس کے لئے تو اس حدیث میں امید کی کوئی کرن نہیں"

"بہی مولویوں کی کثرت کو مولویوں کی کوئی مقدار بھی کسی بات کو شرعی اجماع کی حیثیت نہیں دے سکتی۔

(ترجمان اکتوبر ۴۵ء)

دیکھا آپ نے ان مولویوں کی حالت!! جس امر میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں وہی کہنے لگ جاتے ہیں ۱۹۴۵ء میں اکثریت بلکہ اس کے مولوی بھی بے حقیقت تھے۔ لیکن ۵۲ء میں چونکہ ان کا مودودیوں سے اتفاق ہو گیا وہی اسلام کی آواز اور اس کے نفس ناطقہ بن گئے!

حدیث نبوی کی مظلومیت

ہمارے آقا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے لا مھدی الا عیسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا اماکم منکم کہ آپ امت محمدیہ

کے ہی ایک فرد ہوں گے۔

اس تصریح کی موجودگی میں علمائے وقت کو یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا موعود اس امت میں سے آئے گا۔ لیکن صداقت کو قبول کرنے کی "گستاخی" بھلا علمائے عصر کیسے کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انکار کرتے ہوئے جھٹ کہہ دیا۔ کہ منکم سے مراد امت محمدیہ ہی نہیں ہے۔

باقی رہی لا مھدی والی حدیث اس کے متعلق ابتداء میں تو کچھ سکوت ہی اختیار کیا گیا۔ مگر خدا بھلا کرے۔ علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی (صدر کل پاکستان جمعیتہ علماء اسلام) کا کہ آپ نے اپنے علماء کی خاموشی کو شکست کا نشان سمجھ کر بڑی جرأت و دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے اس حدیث کی یہ بے نظیر توجیہہ پیش کر دی:۔

> اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے
> کہ ظہور مہدی کے ساتھ ہی عیسےٰ کا نزول
> جلدی ہو گا۔ پس لا مھدی الا عیسےٰ
> کا حاصل یہ ہوا کہ نہیں ہے ظہور مہدی
> مگر نزول عیسےٰ یعنی یکے بعد دیگرے
> ہوں گے"۔

(دعوۃ الحق جولائی ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۱)

مولانا نے اس توجیہہ میں ترجمہ اور تفسیر دونوں لحاظ سے اپنے علمی کمالات کے جوہر دکھائے ہیں۔

آپ کے ترجمہ میں یہ خوبی ہے کہ اصل حدیث میں ظہور اور نزول کے الفاظ کی جو کمی تھی اسے آپ نے ترجمہ کرتے ہوئے اپنے قلم مبارک سے پورا کر دیا ہے۔

اور آپ کی تفسیر کا حسن یہ ہے کہ کہ مندرجہ بالا ترجمہ کی رو سے اس حدیث کا ایک ہی مطلب ہو سکتا تھا۔ کہ نزول مسیح و ظہور مہدی ایک ہی چیز ہے۔ مگر آپ نے اس کا مطلب یہ بنا دیا ہے کہ "وہ ظہور مہدی کے ساتھ ہی عیسےٰ کا نزول جلدی ہو گا"۔ ؎

> خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
> ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

آہ حدیث نبوی کس قدر مظلوم ہے۔ !!!

مولانا محمد علی کی دوربین نگاہ

رئیس الاحرار مولانا محمد علی نے ۱۹۲۶ء میں لاہور کی انجمن محبان وطن کے جلسہ پر سید عطاء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

> "جو قوت تم کو اپنی زبان پر ہے۔ وہ خداداد ہے۔ جب تک تم اسے حق کی راہ میں استعمال کرو گے۔ فلاح دارین حاصل کرو گے۔ لیکن اگر یہ کبھی باطل کی راہ میں استعمال کی گئی۔ تو ہزاروں بندگان خدا کے گمراہ کرنے کے لئے کافی ہو گی۔

(سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۲۱)

مولانا محمد علی کی یہ بات کس طرح حرف بحرف ثابت ہوئی۔ اور شاہ صاحب نے کس طرح تحریک عدم تعاون، ہجرت، قضیہ کپور تھلہ، جیند اور کشمیر کے معاملات میں مسلمانوں کی بربادی کے سامان کئے۔ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں مسلمانوں پر گولیاں چلوائیں۔ تبلیغ اسلام کے نام پر غریب مسلمانوں کے لاکھوں روپے ہضم کر لئے۔ اور سب سے بڑھ کر قیام پاکستان سے قبل کس طرح ہندو کی ہمنوائی کی اور اب کس طرح مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور مسلمانوں کو لڑوانے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ یہ ایک طویل مگر المناک داستان ہے۔

اس حقیقت کے باوجود بخاری صاحب نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے:۔

> "ہم پر یقین کرو۔ تم ہمیں ہر اعتبار سے مخلص پاؤ گے۔ یاد رکھو تم کو ہم ایسے رفیق نہیں مل سکیں گے"۔

(زمیندار ۱۲ر اگست ۵۲ء)

بخاری صاحب کو یقین رکھنا چاہیئے کہ مسلمان جب چھبیس سال سے مولانا جوہر کے الفاظ کی تائید واقعات کی دنیا میں دیکھتا چلا آ رہا ہے وہ اب آپ کے مخلص رفیق ہونے میں کیسے شک کر سکتا ہے۔ ؎

> خدا کے واسطے نہ کھایئے جھوٹی قسمیں
> ہمیں یقین ہوا اور اعتبار آیا

لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ کا جلسہ

۱۳ر اگست کو احمدیہ گرلز مڈل اسکول کے صحن میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم امتہ الرحمٰن نے کی سیدہ طینت نے نعت پڑھی۔ سیدہ عظمت نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ پڑھ کر سنایا۔ سلیمہ بیگم نے نظم پڑھی۔ میمونہ بیگم نے حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ محمودہ بیگم نے "نماز" کے عنوان سے مضمون پڑھا۔ نماز کی اہمیت کو واضح الفاظ میں بیان کیا۔

سیدہ طینت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ "نام بیشک مقدس ہیں۔ مگر اسلام سے بڑھ کر پیارا کوئی نہیں" پڑھا آخر میں صدر صاحبہ نے موجودہ فتنہ کے متعلق بہنوں کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ کارروائی دعا کے ساتھ ختم کی گئی۔

سیدہ عزیزہ فیضی سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
سیالکوٹ شہر

بیرونی لجنات اماء اللہ توجہ فرمائیں!

(۱) بیرونی لجنات کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ باہر سے جو ماہانہ رپورٹیں آتی ہیں۔ اکثر خدمتِ خلق کا خانہ بالکل خالی ہوتا ہے۔ یہ نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔ اجلاسوں کے موقعہ پر تقریروں وغیرہ کے ذریعہ خدمتِ خلق کی طرف توجہ دلائی جائے اور باقاعدہ ممبرات سے رپورٹیں لی جائیں۔

(۲) لجنات اپنے اپنے مرکز میں کسی احمدی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر کی مدد سے ممبرات کو فسٹ ایڈ سکھانے کا انتظام کریں۔ اس سے بھی خدمتِ خلق کا بہترین موقعہ ملتا ہے اور ماہ اگست کی رپورٹ میں یہ ضرور درج ہو کہ اس ماہ آپ نے اس بارہ میں کیا کام کیا ہے۔

(۳) ماہ اپریل کے مصباح میں بیرونی لجنات کے لئے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ لجنات پرانے گرم اور سرد کپڑے جمع کریں اور مشاورت کے موقعہ پر آدھے اپنے پاس رکھ کر باقی لجنہ مرکزیہ کو بھجوا دیں جو سردی کے دنوں میں غرباء میں تقسیم کئے جائیں گے۔ لیکن اب تک کسی لجنہ کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ مہربانی فرما کر گرم سرد کپڑے رضائیاں ابھی سے اکٹھے کرنے شروع کر دیں اور بعض ذی حیثیت لوگ اگر غرباء کے بستروں کے لئے مالی امداد دے سکیں تو ایسا ایک فنڈ علیحدہ جمع کیا جائے۔ جس سے سردی کے آغاز میں غرباء کے لئے لحاف تیار کر سکیں۔ خدمتِ خلق کے چندہ کی طرح اس کا بھی ½ حصہ رکھ کر باقی مرکز میں بھجوائیں۔

(۴) غرباء میں لحاف وغیرہ تقسیم کرتے ہوئے احمدی اور غیر احمدی میں کوئی فرق نہ کیا جائے بلکہ ہر مذہب وملت کا غریب طبقہ ملحوظ رکھا جائے۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شعبہ خدمتِ خلق ربوہ ضلع جھنگ

مرکز میں قربانی

بعض دوستوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قربانی کا جانور اپنے مقدس مرکز میں ذبح کریں مگر انہیں اس کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ملتا۔ گذشتہ سال کئی دوستوں نے ہمیں روپیہ بھیجا تھا اور ہم نے ان کی طرف سے قربانیاں کر کے ان کے حسب منشاء گوشت تقسیم کر دیا تھا۔ اس سال بھی اگر کوئی دوست ایسا کرنا چاہیں تو ہم ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ ۳۰۔ ۳۵ روپے فی جانور کے حساب سے وہ ہمیں روپیہ براہ راست بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

افسر لنگر خانہ ربوہ

تعلیم الاسلام کالج میں کارکنوں کی ضرورت

(۱) اکونٹنٹ (۲) انسٹرومنٹ میکر سائیکالوجی (۳) مددگار کارکن برائے بائیولوجی لیبارٹری۔ (۴) لیبارٹری اسسٹنٹ بائیولوجی لیبارٹری۔ مددگار کارکن کی آسامی کے علاوہ باقی آسامیوں کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے اور اکونٹنٹ کے لئے اکونٹ کا تجربہ یا واقفیت ہونا بھی ضروری ہے۔ خواہشمند حضرات پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کے نام درخواستیں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

شکریہ

محترم بابو فضل الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ ہائی کورٹ لاہور نے از راہ مہربانی -/۱۰۲ روپے کے سلور کے گلاس اور ۹۹ روپے کی سلور کی تھالیاں لنگر خانہ کیلئے عطیہ کے طور پر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور دیگر احباب کو ان کی اس نیک مثال کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

افسر لنگر خانہ ربوہ

سلسلہ کے مقدس مرکز میں رہائش کا نادر موقع

مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داروغہ لنگر خانہ یعنی مہمان نواز کی ایک آسامی خالی ہے جو کہ آنریری ہے۔ پس اگر کوئی پنشنر دوست مسیح پاک کے معزز مہمانوں کی خدمت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

افسر لنگر خانہ ربوہ

کلمۃ الیقین فی تفسیر خاتم النبیین

اس ٹریکٹ کا تیسرا ایڈیشن چھپ کر تیار ہے یہ سولہ صفحے کا مختصر مگر اس مسئلہ کے متعلق ایک جامع ٹریکٹ ہے اسے ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچانا چاہیئے تاکہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو کہ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی

قیمت فی سیکڑہ پانچ روپے ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان احمد نگر۔ ضلع جھنگ۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تحریک جدید کے بارہ میں ایک ارشاد

فرمایا:۔ ”اے دوستو! احرار اور ان کے ہمنوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا۔ کذاب و دجال اور دشمن اسلام کہتے ہیں۔ باقی سب دنیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کے ناموں سے یاد کرتی ہے۔“

”دنیا میں اس قدر گالیاں کسی سابق نبی کو نہیں دی گئیں۔ بلکہ دسواں حصہ بھی نہیں دی گئیں۔ جتنی کہ مسیحی اور آریہ لٹریچر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی تھیں۔ صرف ایک احمدیہ جماعت ہے۔ جو سب راستبازوں کو مانتی ہے۔ اور ان کی سچائی دنیا پر ظاہر کرنے کی مدعی ہے۔ جماعت احمدیہ کی تعداد اتنی کم ہے۔ کہ اتنے بڑے حملہ کا جواب دینے کی اس میں طاقت نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ انتہائی قربانی سے کام لے۔ اور خدا تعالے کے فضل کو جذب کرلے۔“

”مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کی قربانی کے قریب بھی ابھی جماعت نہیں آئی۔ اس لئے ایک دفعہ میں پھر آپ لوگوں سے خواہ مرد ہوں۔ خواہ عورت۔ خواہ بچے ہوں۔ کہتا ہوں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مارنے کے لئے دشمن جمع ہیں۔ اپنی غفلت چھوڑدو۔ قربانی کو بڑھاؤ۔ اور اسکی رفتار کو تیز تر کردو۔ تحریک جدید کے چندوں کو جلد سے جلد ادا کرو۔ سادہ زندگی اور پیسہ بچانے کی عادت ڈالو۔ اور تبلیغ کو وسیع کردو۔ دنیا پیاسی مررہی ہے۔“

”محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارواح مومنوں کو روحانی جہاد کے لئے بلا رہی ہیں۔ تم کب تک خاموش رہوگے۔ کب تک بیٹھے رہوگے۔ قربانی کرو اور آگے بڑھو۔ اور اسلام کے جھنڈے کو بلند کردو۔“

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد پڑھ کر آپ اپنے حساب تحریک جدید کا محاسبہ کریں۔ کہ آیا آپ نے اس عہد کو جو اپنی خوشی اور مرضی سے محض رضاء الٰہی کے لئے اپنے امام کے حضور کیا تھا۔ اسے پورا کرلیا۔ اگر نہیں۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کے نوماہ کا عرصہ اس ماہ کے آخر میں ختم ہورہا ہے۔ لیکن آپ نے اس چندہ کے ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی ہے۔ پھر کونسا وقت آئے گا۔ پس احباب فوری فوری توجہ فرما کر اپنا عہد پورا کریں۔

وکیل المال تحریک جدید ربوہ

اعلان دارالقضاء

مرزا مہتاب بیگ صاحب نے سردار بیگم صاحبہ زوجہ حفیظ اللہ خاں صاحب پر بطور اصل اور عبداللہ خاں صاحب ولد اخلاص خاں صاحب افغان نمک سٹور راولپنڈی و مرزا محمد حیات خاں صاحب ٹرنک بازار سیالکوٹ پر بحیثیت ضامن کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے کمیٹی نمبرے میں مبلغ ۱۲۰۰/- روپے حاصل کئے تھے۔ مبلغ چھ صد روپے اس میں سے وصول ہو چکے ہیں۔ باقی مبلغ چھ صد روپے مع جرمانہ ۱۳۱/۱/۱۰۰ کل ۷۳۱/۱/۱ مدعا علیہم سے دلائے جائیں۔ لہٰذا ہر سہ فریق مدعی علیہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ مورخہ ۲۵/۸/۵۲ کو پیروی مقدمہ کے لئے دفتر قضا میں حاضر ہوں۔ بصورت عدم آمدگی آرڈر زیر مد ہدایت نمبر ۶۲ یک طرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔ سردار بیگم صاحبہ اگر خود نہ آسکتی ہوں۔ تو بذریعہ نمائندہ پیروی مقدمہ کرسکتی ہیں۔

(قائم مقام ناظم قضاء)

اعلان دارالقضاء

چوہدری عبدالرحیم صاحب نذیر (ڈاکخانہ ماڑی بوچیاں) حال غلہ منڈی جڑانوالہ ضلع لائلپور نے درخواست دی ہے کہ ان کے خسر مکرم ڈاکٹر سلطان علی خان صاحب (ڈاکخانہ ماڑی بوچیاں) چک ۹۶ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور فوت ہوچکے ہیں۔ مرحوم کی امانتی رقم مبلغ ۱۰۰۳ - مرحوم کے پانچوں لڑکوں اور ایک لڑکی کی درخواست کے مطابق مجھے دیدی جائے۔ نیز بتایا گیا ہے۔ اور مرحوم کا اور کوئی وارث زندہ موجود نہیں ہے۔ سو اگر کسی صاحب (وارث یا غیر وارث) کو اس پر اعتراض ہو۔ تو پندرہ یوم تک اطلاع دے دیں۔ ورنہ اس کے بعد فیصلہ کردیا جائے گا۔ اور کسی کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ ۱۶/۸/۵۲

(قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہمارے مشتہرین سے استفسار کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

زکوٰۃ سے متعلق بعض اہم مسائل کا خلاصہ

یاد رکھیے کہ:۔ (۱) اگر کوئی شخص فوت ہوجائے۔ اور اس کے مال پر ایک سال گذر چکا ہو۔ تو ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے اسکی زکوٰۃ دی جانی ضروری ہے۔

(۲) نابالغ اور فاتر العقل کے مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جو اس کا متولی ادا کرے گا۔ (۳) اگر سال کے دوران میں زکوٰۃ کا مال کم ہو جائے۔ اور پھر آخیر سال پر بڑھ کر بقدر نصاب ہو جائے۔ تو اس پر اس سال کے آخیر پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۴) اگر سال کے آخر پر مال میں کمی بیشی ہوجائے۔ لیکن بقدر نصاب موجود رہے۔ تو پھر آخیر سال پر جس قدر مال موجود ہوگا۔ اسی کے حساب سے اس پر زکوٰۃ لگائی جائے گی (۵) اگر سال کے درمیان میں تمام مال بالکل ختم ہو جائے۔ اور پھر آخیر سال میں دوبارہ پیدا ہو گیا ہو۔ تو اس تاریخ سے اس مال کا سال شروع سمجھا جائیگا۔ جب وہ دوبارہ پیدا ہو کر نصاب کی قدر کو پہنچا ہو۔ (۶) اگر دوران سال میں مال چرایا جائے۔ یا چھن جائے۔ یا اور کسی طرح سے مالک کے قبضہ اور تصرف سے بالکل نکل جائے۔ اور پھر دوبارہ وہی مال مل جائے۔ تو اسکی بھی آخیر سال پر زکوٰۃ دی جانی چاہیئے۔ اس لئے اگر آپ ان میں سے کسی شق میں آتے ہوں۔ تو زکوٰۃ ادا فرما کر اپنا فرض ادا کریں۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

کشمیر جل رہا ہے اور مُلّا بنسری بجا رہا ہے

ظفر اللہ خان نے کبھی کسی عہدے کیلئے حکومت کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے

روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا ایک اداریہ

ذیل میں روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے ایک اداریہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو معاصر مذکور نے حالیہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف ایجی ٹیشن سے متاثر ہو کر لکھا ہے ÷ شیخ محمد احمد پانی پتی

عین اس وقت جبکہ مسئلہ کشمیر کے متعلق بات چیت انتہائی نازک مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے ظفر اللہ کے خلاف موجودہ ایجی ٹیشن اس نفسیاتی کیفیت کا پتہ دیتی ہے کہ جبکہ کشمیر جل رہا ہے علمائے بنسریاں بجا رہے ہیں۔ دو ہفتہ کے اندر اندر جنیوا میں کشمیر کے متعلق آخری بات چیت جس پر پاکستان کی موت وحیات کا دارومدار ہے شروع ہو جائے گی۔ لیکن اسلام کے ان مقدس پاسبانوں نے "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ لگا کر اس شخص کی فوری برطرفی کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ جو پاکستان کی زندگی اور موت کی لڑائی لڑنے کے لئے جا رہا ہے۔ اگر احرار شور وغوغا کریں۔ تو یہ بات بڑی حد تک سمجھ میں آنے والی ہو سکتی ہے۔ وہ عین اس موقعہ پر جبکہ مسئلہ کشمیر اپنے آخری مراحل میں پہنچ چکا ہے اور دونوں ملک فیصلہ کا وقت آ چکا ہے۔ اس مسئلہ سے لوگوں کی توجہ کو ہٹا کر اپنے آقاؤں کا نمک حلال کر رہے ہیں۔ لیکن جب بعض علماء بھی دشمن کا کردار ادا کرنے لگیں۔ تو ان کی سمجھ کی کمی پر ماتم کناں ہونے کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟

بات چیت کے اس خطرناک مرحلہ پر ملک کو صرف ایک امر کا تہیہ کر لینا چاہیئے تھا۔ یعنی ہر قیمت پر کشمیریوں سے انصاف کرانا۔ لیکن جبکہ کشمیر کا معاملہ تیزی سے بگڑتا جا رہا ہے۔ عوام کی طرف سے جو چند روز قبل تک گلے پھاڑ پھاڑ کر اس جنت ارضی کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا اعلان کیا کرتے تھے۔ اب اس کے متعلق ایک آواز بھی نہیں اٹھتی۔ کیا اب بھی ملّا کے فتنہ اور نعرے "اسلام خطرے میں ہے" کا صحیح اندازہ کیا جا سکے؟

قوم کو اس زبردست فریب سے جو مذہب کے نام پر اسلام اور پاکستان دونوں سے کھیلا گیا ہے ہوش میں آ جانا چاہیئے۔ اب یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ جہاں تک ظفر اللہ کے خلاف ایجی ٹیشن کے پیچھے اندرونی طاقتوں کا سوال ہے سب کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات کو بروئے کار لانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پاکستان کی یک جہتی اور سلامتی کیلئے ذاتی اغراض کو پس پشت ڈال دیں۔ ہمیں یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ اگر مذہب کا لبادہ اوڑھ کر قائد اعظم کا ایک موفق کار بھی محض ذاتی مقاصد کے لئے پاکستان کی یک جہتی قائم رکھنے کے اصول کو پس پشت ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو پھر پاکستان کا خدا ہی حافظ ہے۔

ایک سے زائد بار ہم واضح طور پر یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم قادیانیوں کی ختم نبوت کی تاویل کو قبول نہیں کرتے۔ تاہم ایک سرکاری ملازم کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے لئے اس کے مذہبی خیالات کو بیچ میں لانے کی ہم پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ **مملکت کے کسی وزیر یا افسر کو پرکھنے کی واحد کسوٹی یہ ہے۔ کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کیا اسکے ذریعہ ملک کی عزت وتوقیر میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں۔ اور اس کا وجود ملک کے لئے سودمند ہے یا نہیں؟ اس میزان پر جب ہم چوہدری ظفر اللہ خان کو جانچتے ہیں تو ملک میں اس کے متعلق دو مختلف رائیں نہیں ہو سکتیں کہ بحیثیت وزیر خارجہ کے چوہدری صاحب نے ایک عظیم الشان کام سرانجام دیا ہے۔ اور اپنی مخلصانہ خدمت کی وجہ سے ان کا شمار معماران پاکستان کی صف اولین میں ہونے کے قابل ہے۔ ہم قوم کو یاد دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جب عزت مآب غلام محمد کو گورنر جنرل کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ اور آپ کی جگہ ممالک اسلامی کی اقتصادی کانفرنس کی صدارت کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو ہر مسلم ملک نے بلا استثنا اس اعزاز کے لئے چوہدری ظفر اللہ خاں کا نام ہی تجویز کیا۔** اکیلا یہی امر اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ وزیر خارجہ کے خلاف پروپیگنڈا کی جو عمارت کھڑی کی جا رہی ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ **شاید کئی لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ ظفر اللہ خان نے کبھی کسی عہدے کے لئے درخواست نہیں کی۔ اور دو موقعوں پر جب پاکستان کی نیابت کا سوال اٹھا تو قائد اعظم کی نظر آپ پر ہی پڑی۔ باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کی پیروی کرنے کے موقعہ پر اور بعد ازاں پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کرنے کے وقت۔** دونوں مواقع پر متحدہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے مسلم لیڈر کی معرفت آپ سے ان اہم ذمہ داریوں کو اٹھانے کی درخواست کی گئی۔ یہ لیڈر جن کا نام ہم بعض مخصوص وجوہات کی وجہ سے ظاہر نہیں کر سکتے۔ ابھی تک بھارت میں مقیم ہیں۔ باؤنڈری کمیشن کے سامنے پاکستان کا کیس پیش کرنے کے معاملہ میں بھی آپ کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ ہی گورداسپور کو پاکستان کے ہاتھ سے کھو دینے کے ذمہ دار ہیں۔ ایک معمولی آدمی بھی اگر ذرا سی سمجھ بوجھ سے کام لے۔ تو سمجھ سکتا ہے کہ اگر اس الزام میں رائی برابر بھی صداقت ہوتی تو قائد اعظم آپ کو وزارت خارجہ جیسے اہم عہدہ کے لئے کسی صورت میں بھی نہ چن سکتے تھے۔ **یہ ایک کھلا راز ہے کہ ظفر اللہ خان نے اس عہدہ کو قبول کرنے میں بڑی ہچکچاہٹ ظاہر کی۔ قائد اعظم کی پیشکش کے جواب میں آپ نے کہا کہ اگر آپکو میری قابلیت اور دیانت و امانت پر پورا اعتماد ہے۔ تو میں وزارت کے علاوہ کسی اور صورت میں پاکستان کی خدمت کرنیکو تیار ہوں۔ اس پر قائد اعظم نے یہ تاریخی جواب دیا "آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مجھ سے ایسے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ مجھے پتہ ہے آپ عہدوں کے بھوکے نہیں ہیں۔** قائد اعظم کا یہ جواب چوہدری صاحب کی قابلیت اور راست بازی کا ایک روشن ثبوت ہے۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چوہدری صاحب کے مذہبی معتقدات کے باوجود قائد اعظم آپ کے ہاتھوں پاکستان کے مفادات کو پوری طرح محفوظ سمجھتے تھے۔ اس پاکستان میں جسکا تصور قائد اعظم کے ذہن میں تھا عوام کے خادموں کو ان کی قابلیت اور دیانت وامانت کے پیمانہ سے ناپنا چاہیئے۔ نہ کہ ان کے مذہبی معتقدات کی بنا پر۔ قائد اعظم کے تصور میں ایسے پاکستان کا نقشہ تھا جس میں نہ مسلمان ہوگا نہ ہندو نہ عیسائی مذہبی اعتقاد کی بنا پر نہیں بلکہ پاکستان کے شہری ہونے کی بنا پر۔

الحاج خواجہ ناظم الدین کو جن کے کندھوں پر قائد اعظم کا بوجھ آ پڑا ہے۔ قائد اعظم کے مقدس ترکہ "پاکستان" کی جسے علماء ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں پوری حفاظت کرنی چاہیئے۔ حالات کی موجودہ رفتار سے پاکستان کی نوزائیدہ مملکت میں ابتری پیدا ہونے کا سخت خطرہ ہے۔ علماء جو پاکستان کو اپنے خود ساختہ مذہبی اصولوں کی بنا پر اپنی جاگیر سمجھتے ہیں۔ موجودہ ایجی ٹیشن کو ملک میں اپنی قیادت قائم کرنے کا ایک ذریعہ بنا رہے ہیں۔ انکا اصل مقصد طاقت حاصل کرنا ہے۔ لیکن انتخابات کے سیدھے راستہ سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکامی کے بعد اب وہ مذہبی عصبیت کے چور دروازہ سے داخل ہو کر اپنی اغراض حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ مملکت نوزائیدہ پاکستان کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے مترادف ہوگا۔ **ہمیں یقین ہے کہ مرکزی کابینہ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہے کہ وہ خلا جو ظفر اللہ خاں کو ان کے عہدے سے ہٹانے سے پیدا ہوگا اس کا پُر کرنا ناممکن ہوگا۔ چند روز قبل ان کے استعفے کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو روشن خیال عوام کو سخت دھکا پہنچا تھا۔**

ہمیں امید ہے کہ پاکستان کے موجودہ کشتی بان خواجہ ناظم الدین جنہوں نے دلیر قیادت کی ایک مثال قائم کر دی ہے۔ اور قوم کی زندگی میں جن طوفانوں سے انہیں سابقہ پڑا ان کا انہوں نے دلیری سے مقابلہ کیا حالات کی نزاکت کو پوری طرح محسوس کریں گے۔ اور ملک کی ایسی دلیرانہ قیادت کریں گے۔ جسکا حالات تقاضا کر رہے ہیں۔ وزیر خارجہ کو جبکہ وہ اس آخری نازک مرحلہ پر پاکستان کی نیابت کرنے جنیوا تشریف لے جا رہے ہیں۔ ملک کے واحد ترجمان کی حیثیت اور قوم کا پورا اعتماد حاصل ہونا چاہیئے۔ دشمن کے جاسوسوں نے ایسے آدمی کے عزت ووقار اور اقتدار کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں جو ملک کی جنگ لڑنے باہر جا رہا ہے کشمیر کے معاملہ پر بھرپور ضرب لگائی ہے۔ اب یہ پاکستانی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس نقصان کی تلافی ایک ایسے جرأت مندانہ بیان سے کرے جس میں وزیر خارجہ کی قابلیت، دیانت وامانت اور نمائندہ حیثیت پر پورا اعتماد ظاہر کیا گیا ہو۔

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء)